السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جواز تکرارِ جماعت مسجدِ واحد میں، حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور فقہائے حنفیہ کی اس میں کیا رائے ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشک وشبہ فضیلت و ثواب جماعت اولیٰ کا زیادہ ہے بہ نسبت جماعت اُخریٰ کے۔ مگر اس سے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ تکرارِ جماعت بعد جماعتِ اولیٰ ناجائز ہو جائے اور کراہت بھی اس کی کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں، بلکہ جواز تکرارِ جماعت فی مسجد واحد حدیث صحیح سے ثابت ہے اور صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کا اس پر عمل بھی رہا ہے۔

دیکھو روایت کی ابوداود نے سنن میں:

(باب فی الجمع فی المسجد مرتین۔ حدثنا موسی بن إسماعیل ثنا وھیب عن سلیمان الأسود عن أبی المتوکل عن أبی سعید الخدری أن رسول اللہ ﷺ أبصر رجلا یصلی وحدہ، فقال: ألا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ؟'' (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۵۷۴ مسند أحمد ۳ ۶۴''

یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: کیا کوئی شخص اس کو صدقہ نہیں دیتا جو اس کے ساتھ نماز پڑھے؟

(گویا چھبیس نمازوں کا ثواب اس کو صدقہ دیا میں دیا، اس واسطے کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (صحیح البخاري، رقم الحدیث (۶۶۹) صحیح مسلم، رقم الحدیث ۶۵۰

اور روایت کیا ترمذی نے:

(باب ماجاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ۔ عن أبی سعید قال: جاء رجل، وقد صلی رسول اللہ ﷺ، فقال: أیکم یتجر علی ھذا؟ فقام رجل وصلی معہ۔ وفی الباب عن أبی أمامۃ وأبی موسی والحکم ابن عمیر۔ قال أبو عیسی: وحدیث أبی سعید حدیث حسن۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۰''

یعنی روایت ہے ابوسعید سے کہا کہ آیا ایک شخص اور نماز پڑھ چکے تھے رسول اللہ ﷺ، فرمایا: کون تجارت کرتا ہے اس شخص کے ساتھ؟ یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو جماعت کا ثواب دونوں پائیں، سو کھڑا ہوا ایک مرد اور نماز پڑھ لی اس کے ساتھ۔

اور مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

(عن أبی أمامۃ أن النبی ﷺ رأی رجلاً یصلی، فقال: ألا رجل یتصدق علی ھذا یصلی معہ؟ فقام رجل فصلی معہ، فقال رسول اللہ ﷺ: ھذان جماعۃ۔ ''کذا فی فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ (مسند أحمد ۵ ۲۵۴''

ابوامامہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو اس شخص کے ساتھ صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جماعت ہے۔ ایسا ہی بخاری کی شرح فتح الباری میں ہے۔''

اور ایک روایت میں مسند کے اس لفظ کے ساتھ وارد ہے:

(صلی رسول اللہ ﷺ بأصحابہ الظھر فدخل رجل وذکرہ ''کذا فی المنتقی۔'' (فتح الباری ۲ ۱۴۲''

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر ایک شخص داخل ہوا۔ پھر پوری حدیث ذکر کی ہے۔ المنتقیٰ میں ایسا ہی ہے۔''

(ورواہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم فی صحاحھم، قال الحاکم: حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔'' انتھی (نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار (۳ ۱۸۵) نیز دیکھیں: مسند أحمد ۳ ۸۵''

''اور اس کی روایت ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحاح میں کی ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، لیکن دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔''

اور روایت کیا دار قطنی نے سنن مجتبیٰ میں:

(عن محمد بن الحسن الأسدی عن حماد بن سلمۃ عن ثابت عن أنس أن رجلا جاء وقد صلی رسول اللہ فقام یصلی وحدہ، فقال رسول اللہ ﷺ: من یتجر علی ھذا فیصلی معہ؟'' (سنن الدار قطنی ۱ ۲۷۶''

محمد بن حسن اسدی کے واسطے سے روایت ہے، اور وہ حماد بن سلمہ کے واسطے سے، اور وہ ثابت کے واسطے سے، اور وہ انس کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا جب کہ نبی ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، وہ کھڑا ہو گیا ''اور تنہا نماز پڑھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس شخص سے تجارت کرے گا اور اس کے ساتھ نماز پڑھے گا''

کہا زیلعی نے اس حدیث دار قطنی کے بارے میں:

(وسندہ جید'' انتہی ''اور اس کی سند عمدہ ہے۔'' (نصب الرایۃ ۲ ۲۹ ''

اور بھی روایت کیا دار قطنی نے:

(عن عصمۃ بن مالک الخطمی قال: کان رسول اللہ ﷺ قد صلی الظھر، وقعد فی المسجد، إذ دخل رجل یصلی، فقال علیہ السلام: ألا رجل یقوم فیتصدق علی ھذا فیصلی معہ؟'' (سنن الدار قطنی ۱ ۲۷۷''

عصمہ بن مالک الخطمی کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھ چکے تھے اور مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے جو کھڑا ہو اور اس شخص پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟''

اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے، مگر چنداں مضر نہیں، کیونکہ طرق متعددہ سے یہ حدیث ثابت ہے۔ اور روایت کیا بزار نے مسند میں:

حدثنا محمد [بن أشرس] ثنا أبو جابر محمد بن عبد الملک ثنا الحسن بن أبی جعفر عن ثابت عن أبی عثمان عن سلمان أن رجلا دخل المسجد، والنبی ﷺ قد صلی، فقال: ألا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ؟'' کذا فی نصب الرایۃ للحافظ (الزیلعی۔'' (نصب الرایۃ ۲ ۲۹۔ نیز دیکھیں: مسند البزار ۶ ۵۰۱، رقم الحدیث ۲۵۳۸

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن اشرس نے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو جابر محمد بن عبد الملک نے بیان کیا، ان کو حسن بن ابو جعفر نے ثابت کے واسطے سے، انھوں نے ابو عثمان کے واسطے سے، انھوں نے سلمان کے واسطے سے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، درآں حالیکہ نبی ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی ہے جو اس شخص پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ حافظ زیلعی نے ''نصب الرایہ'' میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔''

اور یہ شخص جو شریک ہوئے اس شخص کے ساتھ نماز میں وہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

کہا حافظ زیلعی نے:

(وفی روایۃ البیھقی: أن الذی قام فصلی معہ أبو بکر رضی اللہ عنہ'' انتہی (نصب الرایۃ ۲ ۲۹، نیز دیکھیں: سنن البیھقی ۲ ۳۰۳، یہ حسن بصری رحمہ اللہ کی مرسل روایت ہے'')

''بیہقی کی روایت میں ہے کہ جو شخص کھڑا ہوا اور اس آدمی کے ساتھ نماز پڑھی، وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ختم شد۔''

اور کہا علامہ جلال الدین سیوطی نے ''قوت المغتذی'' میں:

(قال ابن سید الناس: ھذا الرجل الذی قام معہ ھو أبو بکر الصدیق۔ رواہ ابن أبی شیبۃ عن الحسن مرسلا۔'' انتہی (قوت المغتذی علی جامع الترمذی للسیوطی ۱ ۱۳۱، نیز دیکھیں: مصنف ابن أبی شیبۃ ۲ ۱۱۱''

''ابن سید الناس نے کہا: وہ آدمی جو اس شخص کے ساتھ کھڑا ہوا تھا وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے حسن کے واسطے سے مرسلاً کی ہے۔ ختم شد۔''

پس ثابت ہوا کہ مسجد واحد میں تکرارِ جماعت جائز و درست ہے، کیونکہ اگر تکرارِ جماعت مسجد واحد میں جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ کیوں ارشاد فرماتے:

((ألا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ؟))

''کوئی شخص ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟''

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ یہاں پر اقتدا متنفل کی مفترض کے ساتھ پائی گئی اور اس میں کلام نہیں، گفتگو اس میں ہے کہ اقتداء مفترض کی مفترض کے ساتھ مسجد واحد میں بہ تکرارِ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قول رسول اللہ ﷺ:

''ألا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ'' و ''أیکم یتجر علی ھذا؟'' و ''من یتجر علی ھذا فیصلی معہ؟'' و ''ألا رجل یقوم فیتصدق علی ھذا فیصلی معہ''

کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس کو صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ تم میں کون ہے جو اس کے ساتھ تجارت کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟ کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کھڑا ہو اور اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟''

عموم پر دلالت کرتا ہے، خواہ مقتدی متصدق و متجر متنفل ہو یا مفترض، اور اگرچہ اس واقعہ خاص میں متصدق اس کا متنفل ہوا، مگر یہ خصوص مورد قادح عموم لفظ کا نہ ہوگا۔ اور اول دلیل اس پر یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک جو مجملہ رواۃ اس کے حدیث کے ہیں، انھوں نے بھی یہی عموم سمجھا، چنانچہ انھوں نے بعد وفاتِ رسول اللہ ﷺ کے جماعت ثانیہ ساتھ اذان و اقامت کے قائم کی، اس مسجد میں جہاں جماعت اولیٰ ہو چکی تھی۔

صحیح بخاری کے باب فضل صلاۃ جماعہ میں ہے :

وجاء أنس إلی مسجد قد صلی فیہ فأذن وأقام وصلی جماعۃ ۔ '' انتھی (صحیح البخاري، رقم الحدیث ۲ ۷۵، اس اثر کو امام عبدالرزاق (۱ ۵۱۳) اور امام ابن ابی شیبہ (۲ ۱۱۱) نے موصولاً بیان کیا ہے، نیز دیکھیں : تغلیق التعلیق ۲ ''
(۲۷۶

'' انس رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور اس میں نماز پڑھی جا چکی تھی تو انھوں نے اذان دی، اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی ۔ ختم شد ۔ ''

کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں :

وجاء أنس ... الخ، وصلہ أبو یعلی فی مسندہ من طریق الجعد أبی عثمان قال : مرّبنا أنس بن مالک فی مسجد بنی ثعلبۃ فذکر نحوہ، قال : وذلک فی صلاۃ الصبح، وفیہ : فأمر رجلا فأذن وأقام ثم صلی بأصحابہ ۔ وأخرجہ ابن أبی شیبۃ من طرق عن الجعد، وعند البیھقی من طریق أبی عبد الصمد الأعمی عن الجعد نحوہ، وقال : مسجد بنی رفاعۃ، وقال : فجاء أنس فی ''
(نحو عشرین من فتیانہ ۔ '' انتھی (فتح الباری ۲ ۱۳۱

'' انس رضی اللہ عنہ آئے ... الخ ۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں الجعد ابو عثمان کی سند سے اسے موصول بیان کیا ہے ۔ انھوں نے کہا کہ مسجد بنو ثعلبہ میں انس بن مالک ہمارے پاس سے گزرے اور اسے ذکر کیا ۔ انھوں نے کہا : یہ فجر کی نماز کا وقت تھا ۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو حکم دیا، اس نے اذان و اقامت کہی ۔ پھر انھوں نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی ۔ ابن ابی شیبہ نے اس کی تخریج جعد کے واسطے سے کئی طرق سے کی ہے، '' اور بیہقی کے نزدیک جعد کے واسطے سے ابو عبد الصمد الاعمی کے طریق سے اسی طرح ہے ۔ انھوں نے کہا کہ یہ مسجد بنو رفاعہ کی تھی ۔ انھوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ آئے اپنے بیس جوانوں کے ساتھ ۔ ختم شد ۔

حاصل کلام کا یہ ہوا کہ یہ سات صحابہ حضرت ابو سعید خدری و انس بن مالک و عصمہ بن مالک و سلمان و ابو امامہ و ابو موسیٰ اشعری و الحکم بن عمیر رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بموجب ارشادِ رسول اللہ ﷺ ساتھ اس کے نماز پڑھنے لگے، اس مسجد میں جہاں جماعت اولیٰ ہو چکی تھی اور اطلاق اس پر جماعت کا ہوگا، کیونکہ (الاثنان فما فوقھما جماعۃ) '' دو یا دو سے زیادہ جماعت ہیں ۔ '' (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۹۷۲) یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے، لیکن شدتِ ضعف کی بنا پر قابل احتجاج نہیں ۔ تفصیل کے لیے دیکھیں : فتح الباري (۲ ۱۴۲) إرواء الغلیل ۲ ۲۴۸

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بعد وفاتِ رسول اللہ ﷺ کے اس پر عمل کیا، جیسا کہ روایت سے مسند ابو یعلی موصلی و ابن ابی شیبہ و بیہقی کے معلوم ہوا ۔ اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مذہب ہے، جیسا کہ جامع ترمذی میں مذکور ہے ۔ اور یہی مذہب صحیح و قوی ہے کہ تکرارِ جماعت بلا کراہت جائز ہے ۔ (سنن الترمذي ۱ ۴۲۷

اور فقہائے حنفیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ تکرار جماعت ساتھ اذان ثانی کے اس مسجد میں کہ امام و موذن وہاں مقرر ہوں، مکروہ ہے، اور تکرار اس کا بغیر اذان کے مکروہ نہیں ۔ بلکہ امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ اگر جماعت ثانیہ ہیئت اولی پر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں اور محراب سے عدول کرنے میں ہیئت بدل جاتی ہے ۔

'' بحر الرائق شرح کنز الدقائق '' میں ہے :

(ومنھا حکم تکرارھا فی مسجد واحد، ففی المجمع : لا یکررھا فی مسجد محلۃ بأذان ثان، وفی المجتبی : ویکرہ تکرارھا فی مسجد بأذان وإقامۃ '' انتھی مختصرا ۔ (البحر الرائق ۱ ۳۶۷ ''

'' اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں نماز کی تکرار کا حکم، تو مجمع میں ہے کہ ایک ہی مسجد میں دوبارہ اذان کے جماعت نہ کرائے اور مجتبیٰ میں ہے کہ اذان و اقامت کے ساتھ مسجد میں دوبارہ جماعت کروانا مکروہ ہے ۔ مختصراً ۔ ختم شد ۔ ''

اور '' شرح منیتہ المصلی '' میں ہے :

'' وإذا لم یکن للمسجد إمام ومؤذن راتب فلا یکرہ تکرار الجماعۃ فیہ بأذان وإقامۃ عندنا، بل ھو الأفضل، أما لو کان لہ إمام ومؤذن فیکرہ تکرار الجماعۃ، وعن أبی یوسف رحمہ اللہ : إذا لم تکن علی ھیئۃ الأولی لا یکرہ وإلا یکرہ، وھو الصحیح ۔ ''

'' اور جب کسی مسجد میں وظیفہ یاب امام اور موذن نہ ہو تو اس میں تکرار جماعت ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ہمارے نزدیک مکروہ نہیں، بلکہ یہ افضل ہے، لیکن اگر وہاں وظیفہ یاب امام و موذن معین ہو تو تکرار جماعت مکروہ ہے ۔ ابو یوسف سے منقول ہے کہ اگر پہلی صورت نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اور بصورت دیگر مکروہ ہے، اور یہی درست ہے ۔ ''

اور '' طوالع الأنوار حاشیہ در المختار '' میں ہے :

کراھۃ الجماعۃ فی غیر مسجد الطریق مقیدۃ بما إذا کانت الجماعۃ الثانیۃ بأذان وإقامۃ لا بإقامۃ فقط، وعن أبی یوسف رحمہ اللہ : إذا لم تکن علی ھیئۃ الأولی لا تکرہ وإلا تکرہ، وھو الصحیح، وبالعدول عن المحراب یختلف الھیئۃ '' انتھی ''

'' عام راستے کی مسجد میں دوبارہ جماعت کی کراہت اس قید کے ساتھ ہے جب دوسری جماعت ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ہو، نہ کہ صرف اقامت کے ساتھ، اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے واسطے سے منقول ہے کہ اگر اول الذکر حیثیت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اور بصورت دیگر مکروہ ہے اور یہی درست ہے ۔ اور محراب سے ہٹ کر پڑھنے کی صورت میں ہیئت مختلف ہو جاتی ہے ۔ ''

اور '' رد المحتار حاشیۃ در المختار '' میں ہے :

(یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ بأذان وإقامۃ، إلا إذا صلی بھما فیہ أولا غیر أھلہ، أو أھلہ لکن بمخافتۃ الأذان، ولو کرر أھلہ بدونھا، أو کان مسجد طریق جاز إجماعا، کما فی مسجد لیس لہ إمام ولا مؤذن '' انتھی (رد المحتار ۱ ۳۹۵ ''

'' محلی کی مسجد میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ذریعے تکرار جماعت مکروہ ہے الا یہ کہ پہلے مسجد والوں نے یا دوسرے لوگوں نے اذان اور اقامت کہہ کے نماز پڑھ لی ہو، جو وہاں کے نہیں ہیں، یا وہاں کے لوگوں ہی نے اذان آہستہ کہہ کر نماز پڑھ لی ہو ۔ اگر محلے والوں نے اذان اور اقامت کے بغیر تکرار کر لیا یا وہ راستے کی مسجد تھی تو بالاجماع جائز ہے، یہ اسی طرح ہے جیسے اس مسجد میں نماز پڑھ لی جائے جس کا نہ امام معین ہو اور نہ موذن ۔ ختم شد ۔ ''

اور بھی ''ردالمحتار'' میں ہے:

(قد علمت بأن الصحیح أنہ لا یکرہ تکرار الجماعۃ إذا لم تکن علی الھیئۃ الأولی'' انتھی مختصرا (ردالمحتار ا ۳۹۶''

''تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ درست بات یہ ہے کہ تکرارِ جماعت مکروہ نہیں ہے جبکہ وہ ہیئت اولیٰ کی صورت میں نہ ہو۔ ختم شد۔''

پس ان روایات سے صاف معلوم ہوا کہ جب جماعت ثانیہ میں عدول محراب سے ہو جائے یا تکرار اس کا بغیر اذان کے ہو تو بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ اقامت اس میں کہی جائے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ انھوں نے تکرار جماعت ساتھ اذان واقامہ دونوں کے کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ: أبوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی عفی عنہ۔
أبو طیب محمد شمس الحق
للہ در من أجاب'' حررہ: أبوالمجد عبدالصمد بھاری۔ سید محمد نذیر حسین عفرلہ ولوالدیہ۔''
ما أحسن ھذا الجواب المقرون بالصدق والصواب!'' حررہ: الراجی عفو ربہ القوی أبوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ أبوالحسنات محمد عبدالحی۔''
أصاب من أجاب'' حررہ: محمد حمایت اللہ جلیسری۔''
صح الجواب'' الفقیر أمیر علی عفا اللہ عنہ۔''

''للہ در المجیب حیث أتی بدلائل شافیۃ وبراھین قاطعۃ التی زال عنھا شبھۃ المعاندین، ودفع بھا شکوک المجادلین فلیعمل العاملون'' حررہ: عاجز البشر أبو ظفر محمد عمر الأرٓیسوی، عفی عنہ، أبو ظفر محمد عمر
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر119

محدث فتویٰ